ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458

CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR

CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.01 (2025)

عالمی افسانوی ادب کے تراجم: سہ ماہی 'صحیفہ' کے تناظر میں

ڈاکٹر اسد محمود خان

ایسوسی ایٹ پروفیسر ،صدر شعبہ اردو/بین الاقوامی تعلقات، منہاج یونیورسٹی لاہور

ای میل: assadphdir@gmail.com

Abstract:

This research article explores the pivotal role of the quarterly literary journal Sahifa in the realm of Urdu translations of Western short stories. Over the years, Sahifa has significantly contributed to the enrichment of Urdu literature by bringing translated works of renowned global authors to its readership. The journal's translations not only broadened the cultural and literary horizons of Urdu readers but also deepened their understanding of universal themes, including human psychology, social issues, and moral dilemmas. By analyzing key stories translated and published in Sahifa, this paper highlights the journal's unique contribution to bridging Western and Urdu literary traditions. The study examines various translators' efforts, the challenges they faced, and the impact of these translations on the growth of modern Urdu literature. Through this research, the role of Sahifa in promoting cross-cultural literary exchange and its influence on the evolution of Urdu storytelling is thoroughly assessed.

Key Words: Sahifa, Urdu translations, Western short stories, Cultural exchange, Literary horizons, Human psychology, Urdu literature

ملخص:

یہ تحقیقی مضمون ادبی مجلہ "صحیفہ" کے علمی و ادبی کردار کی بازیافت کرتا ہے جو مغربی مختصر کہانیوں کے اردو تراجم کے میدان میں ادا کیا گیا ہے۔ گذشتہ کئی دہائیوں سے، مجلہ صحیفہ نے معروف عالمی مصنفین کے تراجم کو اپنے قاری تک پہنچا کر اردو ادب بالعموم اور اردو افسانہ بالخصوص کے ارتقا میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ اس جریدے کے ترجموں نے نہ صرف اردو قارئین کے ثقافتی اور ادبی افق کو وسیع کیا بلکہ انہیں انسانی نفسیات، سماجی مسائل اور اخلاقی تناظرات کے عالمی موضوعات کو سمجھنے میں بھی مدد دی۔ صحیفہ میں شائع ہونے والی اہم ترجمہ شدہ کہانیوں کا تجزیہ کرتے ہوئے، یہ مقالہ اس جریدے کے مغربی اور اردو ادبی روایات کے درمیان تعلق بنانے کا کردار واضح کرتا ہے۔ یہ مطالعہ مختلف مترجمین کے تراجم، ان کے مقابل کہانی اور زبان کے مسائل اور ان ترجموں کے اردو ادب کی ترقی پر اثرات کو بھی زیر بحث لاتا ہے۔ اس تحقیق کے ذریعے، مجلہ صحیفہ کے ثقافتی تبادلے کو فروغ دینے اور اردو افسانے کے ارتقا پر اس کے اثرات کا تفصیل سے جائزہ لیا گیا ہے۔

کلیدی الفاظ: اردو ادب، صحیفہ، تراجم، مغربی مختصر کہانیاں، ثقافتی تبادلہ، ادبی افق، انسانی نفسیات،

سہ ماہی 'صحیفہ' اور عالمی افسانہ تراجم: تحقیقی جائزہ

کہانی کا دامن، ترجمے کی کناری سے جہاں خوشنما ہوتا ہے وہاں وسیع و عریض بھی ہو جاتا ہے؛ کہانی کار، احساس، خیال اور ادراک کی زبان جانتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ زمان و مکان کی حدود میں اپنی پہچان رکھتی، بناتی اور بنانے کا مزاج رکھتی ہے۔ زمین و زمان کی وسعت پذیری نے جہاں کہانی، کہانی کار اور قاری کی زبان و بیان کا حلقہ تاثیر وسیع کیا وہاں احساس، خیال اور ادراک کی اثر پذیری کا دائرہ بھی بڑھا دیا ہے۔ یُوں انفرادی فکر و تہذیبی شعور نے اجتماعیت کا سفر طے کیا ہے۔ آج ایک سے زائد زبانیں، ایک سے زائد کرنسی اور ایک سے زائد فکری رابطوں کا اظہاریہ معاشی، معاشرتی اور تہذیبی معاملات کو بطریق احسن نبھانے میں معاون و مددگار ثابت ہو رہے ہیں۔ اجتماعیت کے سفر میں فکری شعور کی ترجمانی نے تراجم کی راہ ہموار کی اور دیگر کئی اصناف کے ساتھ کہانی خصوصاً ناول اور افسانہ اجتماعیت کے سفر پر کہانی کار کی زبان سے کئی دوسری زبانوں میں داخل ہو گئی۔ کہانی کا زبانی پیرہن بدلنے کی ضرورت و اہمیت تبھی اپنی جگہ طبنا گئی تھی جب معاشی و معاشرتی ضرورتوں نے تجارت اور لین دین کے تقاضوں کے پیش نظر

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR

باہمی روابط کو رائج کیا اور مشترکہ زبان و بیان کی خواہش و کوشش نے جنم لیا۔ اگرچہ مالی معاملات نے فکر شعور اور علمی و ادبی ضرورتوں کے فروغ میں بھی ایک اہمی اور بنیادی کردار ادا کیا جس نے اجتماعی فکر شعور کی بنیاد رکھی اور ایک جامع کہانی کی سمت سفر بڑھایا۔ باہمی ارتباطی مکاتب و ابلاغ کی خبری گیری نے تراجم کی اہمیت کو کئی چند بڑھاوا دیا اور ایک نئی، مربوط اور جامع صنفِ ادب کی تازہ کاری کو پروان چڑھایا۔ ترجمہ، دراصل ایک مقام سے دوسرے مقام، ایک ملک و قوم سے دوسرے ملک و قوم یا ایک زبان سے دوسری زبان، ایک کہانی سے دوسری کہانی، ایک کہانی کار سے دوسرے کہانی کار میں منتقلی کا سفر طے نہیں کرتا بلکہ ایک فکر، ایک شعور، ایک تہذیب منتقلی کے سفر سے گزرتی اور جگہ بناتی ہے۔ ڈاکٹر جمیل جالبی (1) رقمطراز ہیں:

> "ترجمہ کی اہمیت یہی ہے کہ ایک طرف تو اس کے ذریعے نئے خیالات زبان میں داخل ہوتے ہیں۔ جس سے ذہنی جذب و قبول کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ دوسرے زبان کی قوت اظہار میں نئے امکانات پیدا ہوتے ہیں۔ یعنی جس زبان میں ترجمے کیے جائیں اس کے ادب کو جدید خیالات کے ساتھ ساتھ نئی تشبیہات اور استعارے ملتے ہیں۔ اور اس زبان کو نئی جہت اور وسعت حاصل ہوتی ہے۔ زبان ایک نئی مزاج کے ساتھ روشناس ہوتی ہے۔ نئے لہجوں کو اپنے مزاج میں جذب کرتی ہے۔"

سیفٹکو، نکولس (2) نے انتھونی برجیس کا حوالہ دیتے ہوئے لکھا ہے:

> "Translation is not a matter of words only: it is a matter of making intelligible a whole culture."

مشرقی ایشیا اور اس سے آگے ثقافتی حدود میں ایتالو کالوینو (3) کے حوالے سے لکھا ہے:

> "Without translation, I would be limited to the borders of my own country. it introduces me to the world."

جیلانی کامران (4) "ترجمے کی ضرورت و اہمیت" میں لکھتے ہیں :

> "ترجمہ جہاں الفاظ کے ذریعے انسانی علوم میں اضافہ کرتا ہے اور ذہن کی سرحدوں کو کشادہ کرنے میں مدد فراہم کرتا ہے تو اس میں ترجمہ کی تمدنی اور ثقافتی ضرورت بھی مضمر ہو جاتی ہے۔ وہاں ترجمہ کا عمل زبان کی ساخت کو بھی متاثر کرتا ہے۔ خیالات و جذبات کو بیان کرنے کے نئے نئے اسلوب مل جاتے ہیں۔ نئے الفاظ وضع کرنے پڑتے ہیں۔ پرانے الفاظ کو دوبارہ استعمال کرنے سے ان میں وسعت پیدا ہو جاتی ہے نئے محاورے اور نئے محاکات دستیاب ہوتے ہیں۔ نئے علوم سے آشنائی ہوتی ہے علاوہ ازیں نئی نئی اصناف کے ساتھ ذہن کا تعارف ہوتا ہے۔ اور فکر اور تحقیق کے نئے نئے سانچے اور نئے اسالیب مل جاتے ہیں۔"

ترجمہ ہوتا کیا ہے اور کیا اِس کی تعریف، تفہیم کا معاملہ سلجھا سکتی ہے۔ لفظ ترجمہ عربی زبان سے مشتق ہے جو ساخت اور معانی کے اعتبار سے ایسے ہی اردو زبان و بیان میں شامل ہُوا ہے۔ تعریف و تفہیم کے اعتبار سے ترجمہ: ایک کام یا کارروائی یا ایک کسی خاص مقصد کو حاصل کرنے کے لیے اٹھائے گئے اقدامات یا اقدامات کا سلسلہ جو ایک زبان سے دوسری زبان میں پیش کیا جائے یا ایک مختلف مادہ، شکل، یا ظاہری شکل میں تبدیل کرنے کا عمل ترجمہ ہو گا۔ کسی دوسری زبان میں لکھی یا بولی جانے والی کسی چیز کو تبدیل کرنے کا عمل؛ ایک زبان سے دوسری زبان میں منتقل کرنے کا عمل یا سلسلہ؛ تحریر یا تقریر کا ایک ٹکڑا ہے جو کسی دوسری زبان سے منتقل کیا گیا ہے؛ بولے گئے یا تحریری الفاظ جو ایک مختلف زبان میں تبدیل ہو گئے ہیں؛ کسی چیز کا ایک زبان سے دوسری زبان میں اظہار کرنے کا عمل؛ ایک زبان کی لغت کو دوسری زبان میں بیان کرنا، ایک زبان سے دوسری زبان میں بیان کیا ہوا یا منتقل کیا ہوا (مطلب و معنی)؛ ایک زبان سے دوسری زبان میں کسی چیز کا تحریری یا زبانی لفظی بدلاؤ جو ایک ہی معنی رکھتا ہے۔ ڈاکٹر رشید امجد (5) ترجمے کی تعریف میں لکھتے ہیں:

> "ترجمہ: وہ دریچہ ہے جس سے دوسری قوموں کے احوال ہم پر کھلتے ہیں۔ لیکن جدید عہد میں یہ ایک ضرور بھی ہے۔ جس کے بغیر ہم عالمی سطح کی علمی و ادبی سرگرمیوں میں شریک نہیں ہو سکتے ہیں۔"

گوئٹے (6) لکھتا ہے:

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR

> “The translator who attaches himself closely to his original more or less abandons the originality of his nation, and so a third comes into existence, and the taste of the multitude must first be shaped towards it.”

نورمن شاپیرو (7) ترجمے بارے رقمطراز ہے:

> "میں ترجمہ کو کسی متن کو اس قدر شفاف بنانے کی کوشش کے طور پر دیکھتا ہوں کہ جس میں ترجمہ کا شائبہ تک نہ ہو۔اچھا ترجمہ شیشے کے برتن کی طرح ہوتا ہے جس پر نگاہ تک رکتی ہے جب آپ کو وہاں کچھ خامیاں دکھائی دیں جیسے چند خراشیں یا بلبلے۔ مثالی طور پر، ایسا کچھ نہیں ہونا چاہئے اور اِسے کبھی بھی اپنی طرف توجہ مبذول نہیں کرانی چاہیے۔"

ترجمہ نگاری کا فن، تخلیق کار کا آئینہ ہے، ترجمہ نگار کا نہیں کہ تخلیق میں تخلیق کار اپنے پُورے قد کے ساتھ موجود ہوتا ہے اور ترجمے میں اس قد کا قائم رہنا دراصل ترجمہ نگار کا قد بڑھاتا ہے۔ سماجی، معاشرتی، لسانی، فکری اور زبان و بیان کی ترسیل اور ترقی دراصل ایک بڑے کینوس پر جمع ہونے والے کہانی کا منظر نامہ بنتا ہے جہاں کئی منظر ایک وقت میں کئی کرداروں کے روپ میں ایک تخلیق کار کے سامنے جمع ہو جاتے ہیں۔تاریخچوں میں درج کہانیوں سے ترجمہ نگاری کی روایت کا سرا پکڑنے میں آسانی ہو جاتی ہے جہاں مصر و بغداد اور ایران کے علم و ادب کے علم برداروں نے زبان و بیان کی قید سے بالاتر ہو کر علمی و فکری شعور کی تاثیر سمیٹے شاہ پاروں کو اپنی اپنی مروجہ زبانوں میں منتقل کرنے کا جان جوکھم کشٹ کاٹا اور اپنی اپنی سلطنتوں کے طول و عرض میں علمی و فکری خزانوں کو بانٹنے کا اہتمام کیا۔اردو زبان میں ترجمہ نگار کے فن کی ابتداء پندرھویں صدی کے آخر میں اپنی اولین صورت کے ساتھ دکھائی دیتی ہے۔اگرچہ یہاں ترجمے اور تشریح کے درمیاں موجود ایک باریک لکیر کہیں کہیں اپنا راستہ بدل جاتی ہوئی بھی دکھائی دیتی ہے لیکن بہر طور بڑی منزل کے حصول میں چھوٹی مشکلات سہہ جانا کامیابی کی دلیل بنتا ہے۔پروفیسر مسکین علی حجازی (8) ترجمے کی ایسی مشکل صورتی بارے لکھتے ہیں:

> "علمی ادبی اور فنی مواد کو ایک زبان سے دوسری زبان میں منتقل کرنا خاصا دشوار کام ہے، یہ کام وہی شخص صحیح طور پر کر سکتا ہے جو متعلقہ علم، صنفِ ادب یا فن کا ماہر ہونے کے علاوہ دونوں زبانوں پر مکمل طور پر قادر ہو۔"

روڈولف پینوٹز (9) لکھتا ہے:

> “The fundamental error of the translator is that he stabilizes the state in which his own language happens to find itself instead of allowing his language to be powerfully jolted by the foreign language.”

ڈاکٹر جمیل جالبی (10) کو ترجمہ نگاری کی مشکلات کا ادراک حاصل تھا جس کا اظہار یُوں کرتے ہیں:

> ”ترجمے کا کام یقیناً ایک مشکل کام ہے اس میں مترجم، مصنف کی شخصیت، فکر و اسلوب سے بندھا ہوتا ہے۔ ایک طرف اس زبان کا کلچر، جس کا ترجمہ کیا جا رہا ہے، اسے اپنی طرف کھینچتا ہے اور دوسری طرف اس زبان کا کلچر، جس میں ترجمہ کیا جا رہا ہے، یہ دوئی خود مترجم کی شخصیت کو توڑ دیتی ہے۔“

سولہویں اور سترھویں صدی میں اردو زبان و ادب نے فکری و شعوری سطح پر ترقی و ترویج کی نئی منازل طے کیں اور یہی وہ دور رہا کہ جب ترجمہ نگاری نے بھی ادبی صنف کے طور پر اپنی بہتر شناخت کی سمت سفر طے کیا۔ مغلیہ دورِ حکومت میں فنونِ لطیفہ کی مجوعی ترقی اور بہتری نے علم و ادب کی ترقی کے کئی باب لکھے جن میں ایک باب ترجمہ نگاری کا بھی شامل تھا۔تاریخی حوالوں کی چھان بھٹک کے بعد اردو میں ترجمہ کی روایت کا حاصل پہلی تصنیف عبداللہ حسینی کی 'نشاۃ العشق'، کچھ حوالوں میں شاہ میراں جی کی 'تمہداتِ ہمدانی اور بعض حوالوں میں ملاوجہی کی 'سب رس' کو قرار دیتے ہیں۔ بہر طور سترھویں صدی نے ترجمہ نگاری میں کئی اہم اہداف عبور کیے اور سفر

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR

CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.01 (2025)

بڑھایا جو شاہ ولی اللہ کی تصنیف 'معرفت السلوک' تک گیا۔ اٹھارویں صدی کے آغاز نے 'طوطی نامہ'، 'کربل کتھا'، 'چندر بدن مہیار'، اور 'یوسف وزلیخا' نے کمالِ فن کی جانب قدم بڑھائے۔ شاید! ایسی ہی کسی صورت کو محسوس کرتے ہُوئے ڈاکٹر سید عابد حسین عابد (11) لکھتے ہیں:

"ترجمے کو ادبی قدر و قیمت اس وقت حاصل ہوتی ہے، جب ایک زبان سے دوسری زبان میں مفہوم کے ساتھ وہ آب و رنگ، وہ چاشنی، وہ خوش بو، وہ مزا بھی آجائے، جو اصل عبارت میں موجود تھا۔"

ماریس بلانچوٹ (12) ایسی ہی صورت بارے رقمطراز ہے:

"مترجم زبانوں کے فرق کا راز دار ہوتا ہے، ایک ایسا فرق جسے وہ ختم کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتا، بلکہ اسے استعمال کرتا ہے جب وہ اپنی زبان پر متشدد یا لطیف تبدیلیاں لاتا ہے، اس طرح اس کے اندر اس کی موجودگی بیدار ہوتی ہے جو اصل میں اصل سے مختلف ہے۔"

انیسویں اور بیسویں صدی نے شعوری، فکری اور لسانی ترقی کی نئی منازل طے کیں اور خصوصاً کہانی نگاری جس میں ناول بالعموم اور افسانہ بالخصوص اپنی نئی شکل وصورت کے ساتھ دنیائے ادب میں نمودار ہُوا۔ آج خبروں کی بہتات کے درمیان جہاں کہانی کی شکل وصورت بچانے اور محفوظ رکھنے کے لیے مخلص اور حقیقی تخلیق کار کی ضرورت ہے وہاں ایک جاندار اور اصلی مترجم کی ضرورت کہانی کی ضرورت بن چکی ہے۔ موجودہ ترقی و تیزی نے زبانوں کی دوری ایک بٹن کی دوری پر رکھ دی ہے جہاں قاری خود کی پسند کو من مرضی کے زبانی قالب میں ڈھال کر چاہ اُتار سکتا ہے لیکن تخلیق اور ترجمے کی تاثیر کا حظ نہیں لے سکتا۔ ایسی صورت میں ترجمہ نگاری کا فن جہاں وقتی اہم ضرورت بن جاتا ہے وہاں مترجم تخلیقی عمل کا ایک اہم ستون ہو جاتا ہے جس پر اجتماعیت کی فکری و تہذیبی عمارت سلیقہ مندی بلندیوں کی جانب اُٹھتی دکھائی دیتی ہے۔

ادبی جریدہ "صحیفہ" نے اردو ترجموں کے حوالے سے ایک اہم اور نمایاں کردار ادا کیا ہے، خاص طور پر مغربی مختصر کہانیوں کے اردو ترجموں کو فروغ دینے میں۔ "صحیفہ" کی اشاعت نے اردو قارئین کے لیے عالمی ادب کی اہمیت اور اس کے اثرات کو ایک نئے انداز میں پیش کیا۔ اس جریدے نے نہ صرف اردو ادب کے روایتی موضوعات کو برقرار رکھا، بلکہ عالمی ادب کو اردو قارئین تک پہنچانے میں اہم کردار ادا کیا۔ مغربی ادب کی کہانیاں، جنہیں عموماً اردو ادب کے روایتی دائرے سے باہر سمجھا جاتا تھا، "صحیفہ" نے اردو کے قارئین تک پہنچا کر نہ صرف ادب کی دنیا کو وسیع کیا بلکہ اردو ترجمہ نگاری کو ایک نئی سمت دی۔ اس جریدے نے ان کہانیوں کو اس انداز میں ترجمہ کیا کہ ان کی اصل روح اور مفہوم بھی برقرار رکھا اور اردو قارئین کو ان کہانیوں کی گہرائیوں میں غوطہ لگانے کا موقع ملا۔ اس طرح "صحیفہ" نے ادب کے دائرے کو عالمی سطح تک پہنچایا اور اردو کے قارئین کو نئے فکری زاویے فراہم کیے۔

"صحیفہ" میں شائع ہونے والی مغربی مختصر کہانیاں، جنہیں اردو میں ترجمہ کیا گیا، نہ صرف ادب کے لحاظ سے اہمیت رکھتی ہیں بلکہ ان کا ثقافتی اور سماجی اثر بھی نمایاں رہا ہے۔ ان کہانیوں میں جن موضوعات کو اجاگر کیا گیا وہ اردو ادب میں پہلے کم ہی نظر آتے تھے۔ مغربی ادب کی کہانیاں جیسے کہ انسان کی پیچیدہ نفسیات، معاشرتی مسائل، فلسفیانہ سوالات، اور سیاسی تنقید نے اردو ادب کو ایک نیا رنگ دیا۔ ان کہانیوں میں شامل موضوعات نے اردو قارئین کو صرف تفریح فراہم نہیں کی، بلکہ انہیں زندگی کے مختلف پہلوؤں پر غور و فکر کرنے کا موقع بھی دیا۔ مغربی ادب کی کچھ کہانیاں اس قدر گہری اور پیچیدہ ہوتی ہیں کہ ان میں چھپے پیغامات اور خیالات کو سمجھنا ایک بڑا چیلنج ہوتا ہے۔ "صحیفہ" نے ان پیچیدہ اور نازک موضوعات کو اردو زبان میں اس طرح منتقل کیا کہ ان کی اصل معنی اور مفہوم کو بخوبی بیان کیا جاسکا۔ اس عمل کے ذریعے اردو میں ادب کی نئی جہتیں سامنے آئیں اور عالمی ادب کی اہمیت اردو قارئین کے لیے مزید واضح ہوئی۔

مغربی ادب کے اردو ترجمے کی اہمیت کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم یہ جانیں کہ ان کہانیوں کے ترجمے نے نہ صرف اردو کے قارئین کو عالمی ادب سے آشنا کیا بلکہ ان کے لیے ایک نیا فکری اور ادبی تجربہ فراہم کیا۔ جب اردو میں مغربی کہانیوں کے ترجمے کیے گئے تو اس کے ذریعے اردو ادب میں نئے موضوعات اور اسلوب کا اضافہ ہوا۔ "صحیفہ" میں شائع ہونے والی کہانیوں میں انسان کی پیچیدہ نفسیات، اس کی داخلی کشمکش، اور اس کے سماجی تعلقات کو اس طرح بیان کیا گیا تھا کہ ان کہانیوں کا مطالعہ کرنے والے اردو قارئین اپنے ارد گرد کی دنیا کو ایک نئے زاویے سے دیکھنے لگے۔ ان کہانیوں میں شامل انسانی جذبات اور معاشرتی مسائل نے اردو ادب میں تنقید اور تجزیے کے نئے در وا کیے۔ ان کہانیوں کے ترجمے نے ایک طرف اردو ادب کو عالمی سطح پر متعارف کرایا تو دوسری طرف اردو کے اندر بھی ایک نیا شعور اور سمجھ پیدا کی۔ ان کہانیوں کے ذریعے مغربی ادب کے وہ پہلو سامنے آئے جو اردو ادب کے روایتی دائرے سے باہر تھے اور اردو کے قاری کو عالمی ادب سے جڑنے کا موقع ملا۔

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR

CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.01 (2025)

"صحیفہ "نے مغربی مصنفین کی کہانیوں کے ترجمے کو اردو میں منتقل کرنے کے ذریعے نہ صرف ان کہانیوں کو زندہ رکھا بلکہ ان کے پیغامات اور خیالات کو اردو کے قارئین تک پہنچانے کا ایک نیا طریقہ ایجاد کیا۔ اس جریدے میں شائع ہونے والی کہانیاں خاص طور پر ان کی حقیقت اور گہرائی کے باعث اردو ادب کے لئے ایک نیا منظر نامہ بن گئیں۔ مثال کے طور پر، کافکا کی مشہور کہانی "دی میٹامورفوسس "کا اردو ترجمہ "صحیفہ "میں شائع ہوا، جس میں انسان کی انفرادیت اور اس کی داخلی کشمکش کو انتہائی نفسیاتی انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ اس کہانی میں انسان کی حالت کو اس طور پر دکھایا گیا کہ وہ دنیا کی نگاہ میں ایک اجنبی بن جاتا ہے، اور اس کے اندر کی مایوسی اور بے بسی کو اجاگر کیا گیا ہے۔ کافکا کی کہانیوں کی پیچیدگی اور ان کی فلسفیانہ گہرائی کو اردو میں منتقل کرتے ہوئے "صحیفہ "نے ان کہانیوں کی اصل روح کو نہ صرف برقرار رکھا بلکہ ان کے مفہوم کو بھی اردو کے قارئین تک پہنچایا۔ اسی طرح، ایرک بیز کی کہانیاں نفسیات اور انسانوں کے مابین تعلقات پر مبنی ہوتی ہیں اور ان کا اردو ترجمہ "صحیفہ "میں شائع ہوا، جس سے اردو قارئین کو نفسیات اور انسانی تعلقات کے پیچیدہ پہلوؤں سے آگاہی ہوئی۔

"صحیفہ "کے پہلے شمارے میں شائع ہونے والی ایک اور اہم کہانی، چیخوف کی مختصر کہانی کا اردو ترجمہ "تشخیص" کے نام سے سید سجاد باقر رضوی نے کیا۔ "تشخیص "انسانی نفسیات اور اس کے اندر کی الجھنوں کی عکاسی کرتی ہے، جو اس کہانی کا مرکزی موضوع ہے۔ کہانی میں ایک انسان کی داخلی کشمکش، اس کی شخصیت کی مختلف پرتوں کا انکشاف اور اس کے ذہنی و جذباتی بحران کو بہت ہی مہارت سے بیان کیا گیا ہے۔ سجاد باقر رضوی نے چیخوف کی کہانی کو اردو میں منتقل کرتے ہوئے اس کی اصلیت اور معنوں کو اس انداز میں برقرار رکھا کہ اس کا اثر اردو قارئین پر بھی اتنا ہی گہرا پڑا جتنا کہ اس کا اصل متن مغربی قارئین پر پڑا تھا۔ اس ترجمے نے اردو ادب میں نفسیاتی کہانیوں کے رجحان کو مزید اجاگر کیا اور اس کہانی کی گہرائی کو اردو کے قاری کے لیے نئے انداز میں پیش کیا۔ "صحیفہ "کے دوسرے شمارے میں شائع ہونے والی ایک اہم کہانی، موپساں کی مختصر کہانی کا اردو ترجمہ ہے جو سید سجاد باقر رضوی نے "غُلا" کے نام سے کیا۔ "غُلا "انسان کے داخلی تضادات اور اس کی زندگی کی حقیقتوں کے بارے میں گہرے سوالات اٹھاتی ہے۔ اس کہانی میں ایک شخص کے اندرونی کشمکش اور اس کی آزادی اور غلامی کے درمیان پیچیدہ تعلق کو بہت ہی مؤثر طریقے سے بیان کیا گیا ہے۔ سجاد باقر رضوی نے اس کہانی کا اردو ترجمہ اس انداز میں کیا کہ اس کی فلسفیانہ نوعیت اور انسان کی فطری حالت کو اردو کے قارئین تک بخوبی منتقل کیا جا سکے۔ مترجم نے اس کہانی کو اردو میں منتقل کرتے ہوئے اس کی گہرائی اور سادہ حقیقت پسندی کو مکمل طور پر محفوظ رکھا، جس نے اردو ادب میں مغربی ادب کی پیچیدہ نوعیت کو اجاگر کیا۔

"صحیفہ "کے چوتھے شمارے میں شائع ہونے والی ایک اہم کہانی، ولیم فاکنر کی مختصر کہانی کا اردو ترجمہ ہے جسے عزیز الدین احمد نے "اگست کی گرمی "کے نام سے ترجمہ کیا ہے۔ "اگست کی گرمی "جنوبی امریکہ کے ماحول اور انسانوں کے پیچیدہ جذبات کو اجاگر کرتی ہے، جہاں موسم کی شدت اور اس کے اثرات کو اس کے کرداروں کی نفسیات پر گہرے اثرات ڈالنے کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ عزیز الدین احمد نے اس کہانی کو اردو میں اس مہارت سے ترجمہ کیا کہ نہ صرف اس کی کہانی کی سادہ حقیقت کو اردو کے قارئین تک پہنچایا، بلکہ فاکنر کے مخصوص انداز اور گہرے معاشرتی اور نفسیاتی موضوعات کو بھی مؤثر طریقے سے اردو زبان میں منتقل کیا۔ "صحیفہ "کے پانچویں شمارے میں شائع ہونے والی ایک اہم کہانی، اینڈریو یوف کی مختصر کہانی کا اردو ترجمہ ہے جسے "العزر "کے عنوان سے مترجم سید قاسم محمود نے کیا۔ "العزر "میں انسان کی اندرونی تنہائی، اس کی بے چینی اور اس کے وجود کی پیچیدگیوں کو انتہائی نفسیاتی انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ سید قاسم محمود نے اس کہانی کا اردو ترجمہ اس مہارت سے کیا کہ اس کی گہرائی اور پیچیدگی کو اردو قارئین تک بخوبی منتقل کیا جا سکے۔ "العزر "میں انسان کی داخلی دنیا کو جس طرح سے یوف نے بیان کیا ہے، وہ اردو کے قارئین کے لیے ایک نیا تجربہ تھا۔ سید قاسم محمود نے کہانی کے نفسیاتی پہلوؤں کو اردو زبان میں اس طور پر ڈھالا کہ اس کے تمام تر جذبات اور نفسیاتی کشمکش اردو کے قارئین کی زبان میں بالکل واضح ہو گئے۔

"صحیفہ "کے چھٹے شمارے میں شائع ہونے والی ایک اور اہم کہانی، پال ہینز کی مختصر کہانی کا اردو ترجمہ ہے جسے "شولا "کے نام سے مترجم کوثر بارہ بنکوی نے منتقل کیا ہے۔ "شولا "میں انسانی جذبات کی پیچیدگیوں، محبت اور نفرت کے درمیان بگڑتے ہوئے تعلقات کو بڑے ہی گہرے اور سچے انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ کوثر بارہ بنکوی نے اس کہانی کو اردو میں ترجمہ کرتے ہوئے اس کی اصل روح کو پوری طرح محفوظ رکھا اور اس کے تمام جذباتی اور نفسیاتی پہلوؤں کو اردو قارئین تک پہنچایا۔ "شولا "میں جہاں ایک طرف انسانی تعلقات کی شدت اور کشمکش ہے، وہیں دوسری طرف اس کہانی میں موجود سماجی اور فردی مسائل کی عکاسی بھی کی گئی ہے، جو اردو کے قارئین کے لیے ایک نیا اور انوکھا تجربہ تھا۔ کوثر بارہ بنکوی نے اس ترجمے کے ذریعے نہ صرف پال ہینز کی گہرائی کو اردو میں منتقل کیا بلکہ ان کے اسلوب اور زبان کی لطافت کو بھی اردو کے قارئین تک پہنچایا۔ "صحیفہ "کے آٹھویں شمارے میں شائع ہونے والی ایک اور اہم کہانی، سوما دیو کی مختصر کہانی کا ترجمہ ہے جسے "راجہ اور اس کے دو پنچھی" کے نام سے مترجم مسعود سلیمان نے اردو میں منتقل کیا ہے۔ یہ کہانی ایک راجہ اور اس کے دو بچھوں کے درمیان کے تعلقات اور ان کی پیچیدہ نفسیات کو اجاگر کرتی ہوئی یہ

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.01 (2025)

کہانی نہ صرف ایک سادہ سی حقیقت کی عکاسی کرتی ہے بلکہ انسانی نفسیات کے پیچیدہ پہلوؤں کو بھی اجاگر کرتی ہے۔ مترجم نے اس کہانی میں استعمال ہونے والے متبادل اظہار، جذبات اور خیالات کو اردو میں اس خوبصورتی سے ڈھالا کہ کہانی کی اصل روح اور پیغام برقرار رہے۔

"صحیفہ" کے ابتدائی شماروں میں شامل کی گئی چھ مختصر کہانیاں، جن کا ترجمہ مختلف معروف مترجمین نے کیا، اردو ادب میں عالمی ادب کی اہمیت اور اس کے گہرے موضوعات کو اجاگر کرنے کا ایک اہم ذریعہ ثابت ہوئیں۔ ان کہانیوں نے نہ صرف مغربی ادبیات کے پیچیدہ مسائل اور نفسیاتی پہلوؤں کو اردو کے قارئین تک پہنچایا، بلکہ اردو ادب میں نئے موضوعات اور اسلوب کی دریافت کا بھی ایک اہم دروازہ کھولا۔ ان ترجموں نے یہ ثابت کیا کہ عالمی ادب میں موجود پیچیدگیاں اور انسانی تجربات کا اردو زبان میں ترجمہ نہ صرف ممکن ہے بلکہ ان کہانیوں کے ترجمے نے اردو ادب کی سطح کو بھی بلند کیا۔ یہ کہانیاں اردو کے قارئین کو عالمی منظر نامے سے متعارف کرواتی ہیں اور ان کی ذہنی وسعت اور تنقیدی سوچ میں اضافہ کرتی ہیں، جس سے "صحیفہ" نے اردو ادب میں ایک نیا ادبی معیارات قائم کیے ہیں۔ یہ کہانیاں اردو کے قاری کو عالمی منظر نامے سے متعارف کرواتی ہیں اور ان کی سوچ کو وسیع کرنے میں مدد فراہم کرتی ہیں۔ ان کہانیوں کے ذریعے ہمیں یہ سمجھنے کا موقع ملا کہ عالمی ادب میں جو موضوعات اور مسائل زیرِ بحث آتے ہیں، وہ ہمارے معاشرتی اور نفسیاتی تجربات سے کس طرح جڑے ہوتے ہیں۔ "صحیفہ" نے اردو ادب میں ایک نیا ادبی معیار قائم کیا ہے جس سے نہ صرف مغربی ادب کی گہرائیوں کو اردو میں ترجمہ کیا گیا، بلکہ اس نے اردو کے قاری کو عالمی ادب کے پیچیدہ سوالات اور انسانی جذبات کی پیچیدگیوں سے بھی روشناس کروایا۔ ان کہانیوں کا ترجمہ "صحیفہ" کے شماروں میں شائع ہو کر نہ صرف اردو ادب کی تاریخ میں ایک سنگ میل ثابت ہوا بلکہ یہ عالمی ادب کے تنوع اور اس کی اہمیت کو اردو ادب کے دائرے میں لانے میں ایک اہم قدم تھا۔

حوالہ جات:

1. جالبی، ڈاکٹر جمیل، ترجمے کے مسائل، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، ص153۔
2. Seftcu, Nicholas, 2015, How to Translate, Romania, Nicholas Seftcu Publications, p. 245.
3. Calvino, Italo, 2021, Crossing Cultural Boundaries in East Asia and Beyond, New Zealand, Berghahn Academic Publishers, p. 175.
4. کامران، جیلانی، 1985ء، ترجمہ: روایت اور فن، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، ص23۔
5. امجد، ڈاکٹر رشید، 2017ء، فنِ ترجمہ کے اصولی مباحث، مشمولہ روددادِ سیمینار: اردو زبان میں ترجمے کے مسائل، ص24۔
6. Shapiro, Norman, 2004, The Translator's Invisibility: A History of Translation, London, Routledge Publications, p. 1.
7. Goethe, Johann Wolfgang von, 2004, The Translator's Invisibility: A History of Translation, London, Routledge Publications, p. 99.
8. حجازی، مسکین علی، پروفیسر، 2007ء، صحافتی زبان، لاہور، سنگِ میل پبلی کیشنز، ص73۔
9. Pym, Antony, 2004, The Translator's Invisibility: A History of Translation, London, Routledge Publications, p. 148.
10. جالبی، ڈاکٹر جمیل، 2003ء، ارسطو سے ایلیٹ تک، اسلام آباد، نیشنل بک فاؤنڈیشن، ص13۔
11. عابد، سید عابد حسین، ڈاکٹر، 2017ء، مشمولہ: اردو ادب میں فنِ ترجمہ نگاری کی روایت، لاہور، ہم سب ویب سائٹ، ص نہیں۔
12. Blanchot, Maurice, 2004, The Translator's Invisibility: A History of Translation, London, Routledge Publications, p. 308.

Hawalaat:

1. Jalbi, Dr. Jameel, Tarjumay ke Masail, Islamabad, Muqtadra Qaumi Zaban, p. 153.
2. Seftcu, Nicholas, 2015, How to Translate, Romania, Nicholas Seftcu Publications, p. 245.
3. Calvino, Italo, 2021, Crossing Cultural Boundaries in East Asia and Beyond, New Zealand, Berghahn Academic Publishers, p. 175.
4. Kamran, Jilani, 1985, Tarjumah: Riwayat aur Fan, Islamabad, Muqtadra Qaumi Zaban, p. 23.
5. Amjad, Dr. Rashid, 2017, Fan-e-Tarjumah ke Usooli Mabahis, Mashmoola Rudad-e-Seminar: Urdu Zaban Mein Tarjumay ke Masail, p. 24.
6. Shapiro, Norman, 2004, The Translator's Invisibility: A History of Translation, London, Routledge Publications, p. 1.
7. Goethe, Johann Wolfgang von, 2004, The Translator's Invisibility: A History of Translation, London, Routledge Publications, p. 99.
8. Hijazi, Miskeen Ali, Professor, 2007, Sahafati Zaban, Lahore, Sang-e-Meel Publications, p. 73.
9. Pym, Antony, 2004, The Translator's Invisibility: A History of Translation, London, Routledge Publications, p. 148.
10. Jalbi, Dr. Jameel, 2003, Aristotle se Eliot tak, Islamabad, National Book Foundation, p. 13.
11. Abid, Syed Abid Hussain, Dr., 2017, Mashmoola: Urdu Adab Mein Fan-e-Tarjumah Nigari ki Riwayat, Lahore, Hum Sab Website, p. Nahi.
12. Blanchot, Maurice, 2004, The Translator's Invisibility: A History of Translation, London, Routledge Publications, p. 308.